مسلمانوں کے بازاروں میں ہونے والے دھماکے اور ان کی شرعی حیثیت



اردو ترجمہ:

النصح والاشفاق علیٰ تفجیرات الأسواق

بقلم:

الشیخ عطیة اللہ حفظہ اللہ

پشاور کے بازاروں میں ہونے والے حالیہ دھماکوں کے حوالے سے پوچھا گیا ایک سوال اور اس کا جواب

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website : http://www.muwahideen.tk

Email : info@muwahideen.tk



مسلمانوں کے بازاروں میں ہونے والے دھماکے اور ان کی شرعی حیثیت

اردو ترجمہ:

النصح والاشفاق علیٰ تفجیرات الأسواق

بقلم:

الشیخ عطیة الله

پشاور کے بازاروں میں ہونے والے حالیہ دھماکوں کے حوالے سے پوچھا گیا

ایک سوال اور اس کا جواب

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website : http://www.muwahideen.tk

Email : info@muwahideen.tk



السؤال:

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین (اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور راہِ حق میں ان سے ہونے والی خطاؤں کو درست فرمائے) کہ اس سال ۲۰۰۹ء اواخرِ اکتوبر میں پشاور کے بازار میں خرید وفروخت کرنے والے عام تاجروں اور عوام الناس پر ہونے والے دھماکوں یا اسی طرح کے واقعات پر کیا مسرت وخوشی کا اظہار جائز ہے؟ اس بات کو بنیاد بناتے ہوئے کہ لوگ دنیاداری میں مشغول اور دین میں کوتاہی کا شکار ہیں، جہاد کو ترک اور مجاہدین سے دست برداری اختیار کئے ہوئے ہیں، مرتد حکومت کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں!

ازراہِ کرم اس مسئلہ میں حق کا پہلو واضح فرمایئے! اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق دے اور ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے!

الجواب:

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله وآله وصحبه ومن اهتدى بهداه.

وبعد!

بازاروں اور ان جیسے دیگر مقامات میں دھماکوں پر خوشی اور اظہارِ مسرت ہرگز جائز نہیں! اور نہ ہی ان لوگوں کی تکلیف پر اظہارِ مسرت جائز ہے جن کو اس میں نقصان اٹھانا پڑا۔ اس فعل کا انکار کرنا اور اس سے متعلق یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ایسا فعل درحقیقت فساد، باطل، ظلم، سرکشی اور شریعت اسلامی سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی مومن بندہ ہرگز ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا کوئی مجاہد ایسا کرے۔ بلکہ ایسے معاملے میں جذبات واحساسات کے حوالے سے ہمیں شرعاً یہ ہدایت ملتی ہے کہ مسلمان اس پر غمگین اور رنجیدہ ہوں۔

فانّا لله وانّا اليه راجعون.

جواب کی تفصیل:

و باللہ التوفیق...... جہاں تک اس پر فرحت وخوشی کے ناجائز ہونے کا تعلق ہے تو وہ اسی سبب سے ہے کہ یہ فعل سراسر فساد، باطل، ظلم وسرکشی اور خارج از شریعت ہے۔ اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ اس پر مسلمانوں کا خوش ہونا جائز نہیں۔ وصفِ شرعی بھی یہی ہے کہ ایک مسلمان یقیناً اسی سے محبت کرتا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ وہ خیر، امن، سلامتی، نیکی، عدل واحسان، ہدایت، حق اور معروف کو پسند، اور اسکے متضاد امور کو ناپسند کرتا ہے، جیسے شر، فساد، ظلم وزیادتی، سرکشی وگمراہی، باطل اور منکر وغیرہ۔ یہ ایمان کی شرط ہے اور اسی سے ایک انسان مومن شمار ہوگا، ورنہ وہ اپنے باطن میں کافر ومنافق ہو گا......**والعیاذ باللہ!**

قرآن وسنت اس معاملے میں نص اور معنی، ہر دو اعتبار سے دلائل سے بھرے ہوئے ہیں۔ دینِ اسلام اسی بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ اسلام تو نام ہی اس کا ہے کہ ظاہری وباطنی ہر لحاظ سے خود کو عجز وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی کامل عبادت اور بندگی کا تقاضا اس کے سامنے مکمل طور پر عجز وانکساری سے جھک جانا ہے۔ اور اس کا مظہر احکاماتِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت واتباع کرنا ہے۔

پس جو شخص کسی ایسی چیز پر خوش اور راضی ہو جسے اللہ رب العزت ناپسند کرتے اور اس پر ناراض ہوتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کی اطاعت میں نقص واقع ہوگیا۔ نتیجتاً وہ بندگی کی ایک قسم سے خارج ہوگیا۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل ہے۔ یہ نافرمانی کبھی تو صرف معصیت شمار ہوتی ہے (کفر نہیں) اور کبھی اسے کفر ونفاق گردانا جاتا ہے۔ یہ بحث ذرا تفصیل طلب ہے اور اس کے لئے یہ جواب کافی نہیں، لہٰذا آگے ہم اسکے بعض اہم پہلوؤں کی وضاحت اور نشاندہی کریں گے۔

یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو اُس چیز کو ناپسند کرے اور اُس پر وہ شے ناگوار گزرے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے، اُس سے راضی ہو اور اُس کا حکم بھی دیتا ہو۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی چیز کو ظاہراً ناپسند کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس پہلو سے وہ اپنے رب سے موافق ہے اور اطاعت گزار بھی، لیکن پھر وہی شخص اس کام میں ملوث بھی ہو جاتا ہے اور اس سے لطف اندوز بھی ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدگی کا معاملہ قوتِ دلیل کے حساب سے مختلف درجات میں

ہوگا۔ اگر تو وہ معاملہ قطعی نوعیت کا ہو تو علیحدہ بات ہے، لیکن اگر وہ معاملہ قطعی نوعیت کا نہیں تو پھر اس کا حکم فاعل کے علم کے مطابق ہوگا کہ وہ اس کی کراہت کس درجے میں جانتا ہے۔ پھر اس بارے میں حکمِ الٰہی کے مطابق فیصلہ ہوگا کہ آیا اللہ عزّ وجل نے اس فعل کو (چاہے اس فعل کا تعلق دل سے ہو یا جوارح سے) اپنی شریعت میں کفر قرار دیا ہے یا صرف معصیت۔

پہلے شخص کی مثال (کبائر کا مرتکب):

ایسا مسلمان جو شراب پیتا ہے یا زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ شراب پینا اور زنا کرنا حرام اور انتہائی ناپسندیدہ افعال ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے منع کیا ہے، لیکن باوجود اس فعل کی شدید کراہت کے وہ اسکا مرتکب ہوتا ہے، اس کو چاہتا ہے اور اس حیوانی فعل سے لطف اندوز ہوتا ہے، کیونکہ اسکی محبت اسکے دل میں جاگزیں ہوتی ہے اور اسکی شہوت اس پر غالب آجاتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں محبت اپنے اصل مقام سے ہٹ جاتی ہے۔ اور یہی وہ کیفیت ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''لا یزنی الزانی حین یزنی و ھو مؤمن''

''زانی زنا نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو''

چنانچہ دورانِ فعل اسکی صفت ایمانی کی نفی کی گئی، لیکن اسکے باوجود وہ کافر نہیں ہوجاتا! اور اس امر پر سوائے ملحد خوارج کے تمام اہلِ سنت کا اجماع ہے۔ ہاں البتہ جب تک وہ توبہ نہیں کرلیتا وہ فاسق شمار ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کیلئے رحمت وشفقت اور خصوصی عنایت ہے کہ اس نے ان افعال کے مرتکب کو کافر اور دین سے خارج قرار نہیں دیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو وہ ایسا کرسکتا تھا۔ پس تمام حمد وثناء اللہ ہی کیلئے ہے اور یہ اسی کا فضل اور رحمت ہے۔

دوسرے شخص کی مثال (صغائر کا مرتکب):

ایسا شخص جو اپنی شہوت ولذت کے ہاتھوں مجبور ہوکر صغیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ جیسے کوئی سگریٹ نوشی کرتا ہے، یا موسیقی اور گانا سنتا اور اس سے محظوظ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ہوسکتا ہے کہ وہ اسکی حرمت سے اچھی طرح واقف ہو، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اس حوالے سے چند شبہات کا شکار ہو جو کہ اس فعل کی حرمت کے بارے میں اسکے قائل ہونے میں مانع ہوں۔

کفریہ اعمال کی مثال:

انکی مثال یہ ہے کہ انسان اللہ کے دشمن کفار سے محبت اور دوستی رکھے، جیسے نصاریٰ، یہود و ہنود یا دیگران جیسے کفار جن کا کفر واضح اور معلوم ہے۔یعنی وہ انکے دین، تہذیب اور اقدار کو پسند کرتا ہواوران سے راضی اورخوش ہو۔یا پھر دوسرے اعتبار سے شریعت کو اجمالی طور پر یا کسی ایک حکم الٰہی کو بھی جس کا شریعت میں ہونا معلوم ہو......ناپسند کرتا ہواور وہ اس سے بغض رکھے،تو ایسا انسان کفر کا مرتکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا فَتَعْساً لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ .ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ“

(محمد:9-8)

”اور جو کافر ہیں ان کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔یہ اس لئے کہ اللہ نے جو چیز نازل فرمائی انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو اللہ نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیئے“

اور فرمایا:

”إِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ .ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ .فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ. ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ“

”بیشک جو لوگ اپنی پیٹھ پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان پر ہدایت ظاہر ہو گئی،شیطان نے ان کے لئے ان کے عمل پرکشش بنا دیئے اور اللہ نے انھیں ڈھیل دے دی۔یہ اس لئے کہ بے شک انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی، کہا کہ بعض امور میں ہم آپ کی مانیں گے اور اللہ انکے راز جانتا ہے۔پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے انکی روحیں قبض کریں گے؟ جبکہ وہ انکے چہروں اور انکی پیٹھوں پر مار رہے ہونگے۔یہ اس لئے کہ بیشک انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اللہ کی رضامندی ناپسند کی،لہٰذا اللہ نے انکے اعمال برباد کر دیئے“

بعض اوقات کئی لوگوں کے ہاں محبوب و ناپسندیدہ کی تاویل میں بھی اختلاف واقع ہوجاتا ہے، مثال کے طور پر کوئی شخص یہ گمان کرتا ہے کہ فلاں مسلمان قتل کا مستحق ہے کیونکہ وہ شخص فاسق و فاجر ہے، اس لیے وہ اسکی موت پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا کبھی ہو بھی سکتا ہے اور کبھی نہیں بھی۔ تو یہ معاملہ شخصِ معین میں ہے نا کہ عوام الناس میں مجموعی طور پر۔ اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ عامۃ المسلمین اور وہ تمام سطح کے لوگ جن کا معاملہ ظاہر نہیں اور اسی طرح ان کی تمام جماعتیں، ان کے بچے، عورتیں، بزرگ اور ان کے علماء کے قتل اور ان کی ہلاکت و تباہی پر کوئی مسلمان خوشی محسوس کرے۔ ہاں البتہ یہ حالت منافقین کی ہوسکتی ہے کہ وہ عام اہلِ ایمان پر آنے والی مصیبتوں پر خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”إِن تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَفۡرَحُواْ بِهَا“

(آل عمران:120)

”اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بری لگتی ہے اور اگر تمہیں برائی پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں“۔

ایک اور جگہ فرمایا:

”إِن تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدۡ أَخَذۡنَآ أَمۡرَنَا مِن قَبۡلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمۡ فَرِحُونَ“

(التوبہ:۵۰)

”اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی اور وہ خوش خوش لوٹ جاتے ہیں“

لہٰذا یہ منافقین کی صفت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو مصائب و آلام پہنچنے پر خوش ہوتے ہیں۔ اور جب مسلمانوں کو کوئی بھلائی و خیر ملتی ہے تو یہ بات ان کو غم زدہ، رنجیدہ اور پریشان کرتی ہے۔

فصل:

جذبات واحساسات اور داخلی وجدانات پر بھی انسان جوابدہ ہے۔

ان سے مراد وہ افعالِ قلبی ہیں جن سے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی حکم مطلوب ہو۔ پس فرحت و خوشی اور اس سے ملتے جلتے احساسات اور اس کے مقابلے پر غم وحزن، دکھ، افسوس اور ان کے علاوہ دیگر تمام افعال، جن کا تعلق دل سے ہے وہ بھی حکم الٰہی کے تابع ہیں اور انسان کو ان کا بھی جواب دینا ہوگا۔ یہ افعال ایک

جامع قاعدے ''الحب و البغض'' (دوستی ودشمنی) کے تحت شمار کیے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اسکے تمام جذبات واحساسات شریعت کے مطابق اور اس کے تحت ہوں۔وہ اسی چیز سے محبت کرتا ہو جس سے اللہ محبت رکھتا ہے،اور اسی میں وہ فرحت وخوشی اور راحت محسوس کرتا ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی اسکی ناپسندیدگی ہو، وہ اس سے غم زدہ، پریشان اور کبیدہ خاطر ہوتا ہو۔اس حوالے سے شرعی تفاصیل موجود ہیں جو اہل علم نے اس موضوع سے متعلق بیان کی ہیں۔یہاں ہم ان میں سے چند امور کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جہاں تک فرحت وخوشی کا تعلق ہے،تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اسکی رحمت وفضل پر خوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''قُلْ بِفَضْلِ اللّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ''

(یونس:58)

''اے نبی ﷺ! کہہ دیجئے یہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے ہے لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس پر خوش ہوں، یہ ان چیزوں سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اسکے احسانات دنیا وآخرت میں اسکے خصوصی فضل سے ہیں اور یہ کون ومکان اور یہ زیرنگیں کی ہوئی ساری دنیا محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وعنایت،اسکا احسان اور اسکی رحمت سے ہے۔اسی سے بندۂ مؤمن کو خوش ہونا چاہیے۔یہاں خوشی سے مراد دل کی فرحت ونشاط ہے جو کہ اس بات کی متقاضی ہے کہ زبان وقلب اور اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ قرآن وسنت میں ''فرح'' کا لفظ اکثر وبیشتر مذمت کے سیاق میں استعمال ہوا ہے۔جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

''فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ''

(الانعام:44)

''پھر جب انہوں نے وہ نصیحت بھلادی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے،حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑلیا پھر

وہ ناامید ہو کر رہ گئے''۔

اور فرمایا:

''إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُونَ''

(التوبہ:50)

''اے نبی ﷺ! اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے معاملے میں پہلے ہی احتیاط برتی تھی اور وہ خوشی خوشی لوٹ جاتے ہیں''

اور فرمایا:

''إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ''

(القصص:76)

''بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، پھر اس نے ان پر ظلم کیا، اور ہم نے اسے اس قدر خزانے دیے تھے کہ بلاشبہ اسکی چابیاں طاقتور مردوں کی جماعت کو تھکا دیتی تھیں، یاد کرو! جب اسکی قوم نے اس سے کہا: تو اِترا مت! بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور فرمایا:

''فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ وَكَرِهُواْ أَن يُجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَقَالُواْ لاَ تَنفِرُواْ فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ''

(التوبہ:81)

''جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں برا لگا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا کہ سخت گرمی میں کوچ نہ کرو! اے نبی ﷺ کہہ دیجئے! جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش! وہ یہ بات سمجھتے''۔

اور فرمایا:

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَؤُوسٌ كَفُورٌ. وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاء بَعْدَ ضَرَّاء مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ. إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ أُوْلَـئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ''

(ہود:11-9)

''اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں' پھر وہ اس سے چھین لیں' تو وہ بڑا ناامید، بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے۔اور اگر ہم اسے ضرر پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا! مجھ سے سختیاں دور ہوگئیں ۔ بے شک وہ اس وقت اتراتا اور فخر کرجاتا ہے۔مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے، انہی کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے''۔

اور فرمایا:

''اللّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقَدِرُ وَفَرِحُواْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ''

(الرعد:26)

''اللہ جسے چاہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہے نپا تلا دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کی نسبت حقیر متاع ہی تو ہے''۔

اور فرمایا:

''لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ''

(الحدید:23)

''تاکہ تم اس چیز پر غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اور تم اس پر نہ اتراؤ جو وہ تمہیں عطا کرے اور اللہ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

قرآنِ حکیم میں عمومی طور پر جس 'فرح' (خوشی) کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد وہ خوشی ہے جو کہ سرکشی کے زمرے میں ہو۔ جو عجب، خود پسندی اور غرور وتکبر کی طرف لے جانے والی ہو۔ایسی خوشی ایک مومن کو زیب نہیں دیتی، پسندیدہ خوشی البتہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے مومن بندوں کی کفار کے مقابلے میں

مدد و نصرت پر ہو۔یا مسلمانوں کے ساتھ زیادہ بغض وعداوت رکھنے والے اورانہیں زیادہ نقصان پہنچانے والے کافروں کے مقابلے میں کسی کم ضرر پہنچانے والے کافر کی مدد ونصرت پر ہونے والی خوشی ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ .بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ“

(الروم:5-4)

اس غلبے والے دن مومن بھی خوش ہونگے......اللہ کی نصرت پر......اللہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ نہایت غالب، بہت رحم والا ہے“۔

اورفرمانِ نبوی ﷺ ہے:

”من سرته حسنته و سائته سيئته فهو المؤمن“

(رواه الترمذی وغیره)

”جس کواسکی نیکی خوشی میں ڈالے اوراس کا گناہ اسکو پریشان کردے تو وہ مومن ہے“۔

رہاغم وافسوس اور مایوسی کا معاملہ تو قرآن میں اس کا ذکر ممانعت ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔اور نہ ہی اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے کسی حال میں اس کا حکم دیا۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی لطف وکرم سے یہ حکماً جائز اورمباح ہے۔ولا حول ولا قوة الا بالله.

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کوقرآن کریم میں متعدد مقامات پرغم کرنے سے منع فرمایاہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

”وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّهِ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلاَ تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ“

(النحل:127)

”اوراے نبی ﷺ! آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے اوران کفار پرغم نہ کھائیں، اور نہ ہی آپ اس پرتنگی میں مبتلا ہوں جو وہ مکر کرتے ہیں“۔

اسی طرح فرمایا:

”لاَ تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ“

(الحجر:88)

اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جوفوائدِ دنیوی سے نوازا ہے آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیے اور نہ ان کے حال پر تاسّف کریں اور مومنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آیئے''

اور فرمایا:

''وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ''

(آل عمران:139)

''اور تم سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔''

اور جو بات ہمیں اس کے جواز واباحت کی دلیل فراہم کرتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں آپ ﷺ کا قول وعمل، اور ایسے مواقع پر دیگر انسانوں جیسا فطری رویہ ہے۔ یہ روایت صحیحین اور سنن میں موجود ہے۔ جسے یہاں ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

'ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف القین رضی اللہ عنہ ...... جو کہ صاحبزادۂ رسول ﷺ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضائی والد تھے...... کے گھر گئے۔ رسول اکرم ﷺ ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بوسہ دینے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد جب ہم ان کے پاس گئے تو ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنی آخری سانسوں میں تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ سیدنا عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن عوف یہ تو رحم کی علامت ہے''۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن پھر بھی ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، البتہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں''۔

بسا اوقات تقدیر کے ایسے معاملات اور مسلمانوں کے مصائب وآلام پر غم کا اظہار پسندیدہ بھی ہے اور یہی رویہ سنتِ رسول ﷺ سے قریب تر ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر افسوس و مایوسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان کو منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فَلاَ تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ''

(المائدہ:68)

''تو آپ ان کافروں کے حال پر افسوس نہ کیجیے''

اور فرمایا:

" فَلاَ تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ"

(المائدہ:26)

"سو آپ ان فاسقوں کے حال پر افسوس نہ کیجیے"

اور فرمایا:

"مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ .لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ"

(الحدید:23-22)

"کوئی مصیبت زمین میں اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کام اللہ کو آسان ہے۔تا کہ جو تم سے فوت ہو گیا ہے اس کا غم نہ کھایا کرو!اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اِترایا نہ کرو!اور اللہ کسی اِترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا"

فصل:

مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں سے متعلق

جہاں تک مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں کا معاملہ ہے تو ان کا باطل ،فساد ،ظلم وسرکشی ، زیادتی اور شریعت اسلام سے خارج ہونا بالکل واضح امر ہے اور ہر خاص و عام اس بات سے اچھی طرح واقف ہے۔ایسے دھماکوں میں بے گناہ مسلمانوں کو ہدف بنایا جاتا ہے اور ناحق خون بہایا جاتا ہے۔ ایسے واقعات میں بیسیوں مسلمان قتل اور بیسیوں زخمی ہوتے ہیں،مسلمانوں کی کثیر املاک تباہ ہوتی ہیں اور جس کرب اور تکلیف کا ان کو سامنا کرنا پڑتا ہے وہ سب اسکے علاوہ ہے۔

خونِ مسلم کی حرمت

شریعتِ مطہرہ میں خونِ مسلم کی حرمت اور اسکے بارے میں احکامت کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ۔ بلا شبہ اسکی حرمت کو پامال کرنا شرک باللہ کے بعد عظیم ترین گناہوں میں سے ہے ۔قتلِ ناحق کی شناعت اور

ناپسندیدگی اللہ عزوجل نے اپنی کتاب اوراحکامات میں تکراراور وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے۔اور واضح کیا ہے کہ یہ گناہ گاروں ،بدکرداروں ،سرکشوں اور رب العالمین سے بغاوت کرنے والوں کا طریق ہے۔اس کی حرمت بیشتر مقامات پر شرک کے فوراً بعد وارد ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ کسی جان کو بغیر حق کے قتل کرنا کسی صورت جائز نہیں! ہاں البتہ حق کے ساتھ ہو تو یہ واجب شرعی اور حکمِ الٰہی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ ایک جان کا قتل کرنا ایسا ہے گویا کہ پوری انسانیت کو قتل کر دیا گیا ہو۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”مِنْ أَجْلِ ذَلِکَ کَتَبْنَا عَلَى بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَیْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِیْ الأَرْضِ فَکَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعاً“

(المائدہ:32)

”اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا زمین میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانیت کو قتل کیا“

اسی طرح یہ واضح فرمایا کہ ایک مومن کسی دوسرے مومن کو قتل کرنے کا تصور بھی تک نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ نہ چاہتے ہوئے بھول میں ایسا ہو جائے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

”وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن یَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلاَّ خَطَئاً“

(النساء:92)

”اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر“

اور متنبہ کیا کے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو بلاشبہ وہ اللہ مالک وقہار کی شدید ناراضگی اور اس کے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَمَن یَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِیْهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِیْماً“

(النساء:93)

”اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس

پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کیلئے اُس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم گناہ سے محفوظ رکھے!

البتہ اس میں شک نہیں کہ اہلِ ایمان کے لیے مذکورہ آیت میں بیان کردہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مطلب کفار ومشرکین کے جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہنے جیسا نہیں، اوراس بارے میں قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ اہلِ توحید جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ دراصل یہاں لفظِ خلود سے عذاب کی طوالت اور شدت کو تعبیر کیا گیا ہے۔ **والعیاذ باللہ!**

اس میں لاپرواہوں کے لیے زجر، اور سمجھنے والوں کیلئے نصیحت ہے......**وحسبنا الله و نعم الوکیل .**

خونِ مسلم کی حرمت پر سنتِ مطہرہ سے ملنے والی ساری تفاصیل کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، البتہ ہم اس سے متعلق چند ایک احادیث نقل کرتے ہیں۔

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات گناہوں سے بچو! پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: 'اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، سود کھانا، میدانِ جنگ سے بھاگنا اور پاک دامن بے خبر رہنے والی مومن عورتوں پر تہمت لگانا''۔

اور صحیحین ہی کی ایک اور حدیث کے مطابق سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا''۔

اس بات سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس معاملے کی اہمیت ونزاکت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن مسلسل اپنے دین کے حوالے سے گنجائش وآسانی رکھتا ہے جب تک کہ وہ ناحق خون نہ بہائے''۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'بلاشبہ ناحق خون بہانا، ایسے ہلاک کردینے والے کاموں میں سے ہے جس میں اگر آدمی گر جائے تو

اسکے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی'۔

اور سنن کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی مومن کے قتل سے زیادہ ہلکی بات ہے''۔

اور سنن ہی میں روایت ہے کہ:

''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرما دے سوائے اس کے کہ کسی شخص نے ایک مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا یا وہ آدمی جو کفر کی حالت میں مرا''۔

اس حوالے سے امام منذری رحمہ اللہ کی کتاب 'الترغب والترهيب' کے باب 'الترهيب في قتل النفس التي حرم الله الاّ بالحق' کا مطالعہ مفید ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندۂ مومن کا دل ان وعیدوں سے لرز اٹھتا ہے۔اسی طرح اہلِ ایمان اور خصوصاً مجاہدین کیلئے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قصوں میں بہت بڑا درسِ عبرت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ صادق العقیدہ، سچے مجاہد فی سبیل اللہ اور ان لوگوں میں سے تھے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لا يُرِيْدُونَ عُلُوّاً فِيْ الْأَرْضِ وَلا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ''

(القصص:83)

''وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اُسے اُن لوگوں کیلئے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے''

اور فرمایا:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيْ اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ''

(المائدہ:54)

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی

سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں''

ہم یہاں ان دونوں قصوں کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کرتے ہیں ۔اہلِ ذوق کو چاہیے کہ دیگر تفاصیل اور ان واقعات سے علماء کرام کے فقہ و احکامات سے متعلق حکیمانہ استنباطات کو جاننے کے لیے شرح کی کتب سے رجوع کریں۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

'نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جُہینہ کے علاقے حرقہ کی طرف بھیجا، ہم نے اس قوم پر ایسی حالت میں صبح کی کہ ہم نے انکو شکست سے دوچار کر دیا، اسی دوران میں نے اور میرے ساتھ ایک انصاری نے ایک آدمی کو دبوچ لیا ۔جب ہم اسکو قتل کرنے لگے تو اُس نے کہا 'لاالہ الااللہ' اسی وقت میرے انصاری ساتھی نے اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، جبکہ میں نے اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ کیا تو نے اس کو قتل کر دیا باوجود اس کے کہ اس نے 'لاالہ الااللہ ' پڑھا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا تو اس نے صرف جان بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کیا تو نے اس کے 'لاالہ الااللہ ' کہنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اسی بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں نے اس دن سے پہلے اسلام قبول ہی نہ کیا ہوتا'۔

سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں بھی شامل تھے۔

'آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرا کسی کافر سے سامنا ہو جاتا ہے

ہم باہم لڑائی شروع کر دیتے ہیں، وہ میرے ہاتھ کو تلوار کے وار سے کاٹ کر الگ کر دیتا ہے پھر میرے مقابلے میں درخت کی اوٹ لیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لے آیا، تو کیا اُس کے اس قول کے بعد میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تو اس کو قتل نہیں کر سکتا' آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ پھینکا ہے، کیا اب بھی اس کو قتل نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو قتل نہ کر! اگر تو نے اس کو قتل کیا تو وہ اس مقام پر ہوگا جس پر تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا اور تو اس مقام پر ہوگا جس پر وہ اس کلمہ کو کہنے سے پہلے تھا'۔

اسی طرح مسلمانوں کے اموال، ان کی املاک اور ان کی عزت و آبرو بھی حرمت والے ہیں۔ یہ بات تمام مسلمانوں کے ہاں ایک معلوم شدہ حقیقت ہے۔ اسی طرح اہلِ ایمان کو ذلیل کرنا اور تکلیف وضرر میں مبتلا کرنا، بلکہ ان کو بغیر حق کے یعنی شرعی جواز کے بغیر خوف زدہ اور ہراساں کرنا بھی حرام ہے۔

یہ سب کچھ عام فہم اور لوگوں کے ہاں مسلمہ حقائق کی طرح واضح باتیں ہیں، اس لیے ہم مزید دلائل کے ذریعے بات کو طول نہیں دیتے...... **والحمد لله**.

فصل:

دو انتہائیں اور اہلِ حق کا منہج

دیگر مسائل کی مانند لوگ اس حوالے سے بھی دو مختلف انتہاؤں پر ہیں، جبکہ اہلِ حق کا منہج واضح ہے۔ ایک انتہا پر وہ لوگ ہیں جو قتل کی حرمت اور اس حوالے سے وارد شدہ وعیدوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے بے دریغ مسلمانوں کا خون بہانے لگے ہیں، انہوں نے اس حوالے سے نہ تو اس کی حرمت کا کوئی پاس رکھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے مقام ہی کا کچھ لحاظ کیا۔ ان کی مثال آج کل ہم پر مسلط یہ طواغیت اور کفر کے سرغنے، جو عصرِ حاضر کے فرعون ہیں۔ اسی طرح زنادقہ، فسّاق و فجار، چور، ڈاکو، جاہلی قبائلی اور قومی جھگڑوں میں الجھے ہوئے لوگ اور بعض جگہوں پر دین سے نکلے ہوئے خوارج کے گروہ شامل ہیں۔ یہ لوگ ہلاکت میں پڑنے والے ہیں...... **والعیاذ بالله**...... سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

دوسری انتہا پر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان نصوص اور احکامات کی باطل تاویلات کے سبب کفار و

مرتدین اوران کے چیلوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرض کردہ جہاد وقتال کو سرے سے ترک کر دیا ہے، اور بہانہ اس چیز کو بنایا ہے کہ مسلمانوں کے جان ومال اوران کی املاک کی حفاظت اوران سے خوف و دہشت دور کی جاسکے۔ یہ لوگ فی الحقیقت کمزور عزائم کے حامل اور قتل وقتال اور میدانِ جہاد سے بالکل ناواقف ہیں، لذت کوشی اور سہل پسندی کے باعث ان کے جسم بوجھل اور طبیعتیں نازک ہوچکی ہیں، ایسے لوگوں کی دعوت میں وطن پرستی، کفار کے ساتھ دوستی، یکساں بنیادوں پر مبنی طرزِ زندگی اور ہر قیمت پر سلامتی وامن پسندی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ یہ صفت بالکل صادق آتی ہے جس میں اس نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ:

”أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ“

(الزخرف:18)

”بھلا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت بات نہ کرسکے“

ان میں سے بعض گمراہ لوگ تو انٹرنیٹ کی ایک مشہور ویب سائٹ پر یہاں تک لکھ گئے کہ امن وامان کا برقرار رکھنا توحیدِ باری تعالیٰ پر بھی مقدم اوراس سے اہم تر ہے...... **والعیاذ باللہ** ......اوراس بے بنیاد دعوے کے ثبوت میں انہوں نے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے یہ مکالمہ نقل کیا ہے:

”وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـذَاالْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ“

(سورة ابراہیم:35)

”اور جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میرے پروردگار! اس شہر کو (لوگوں کیلئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ“

اس جھوٹے نے اس آیتِ کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اپنے رب سے امن اور سلامتی کی دعا بت پرستی سے بچاؤ سے پہلے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امن توحید پر مقدم ہے۔

اسی طرح دیگر خواہش پرستوں کا معاملہ ہے جو راہِ حق گم کر بیٹھے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی حالت سے بچائے!

تاہم اہلِ جہاد کو اللہ تعالیٰ نے ان امور میں جن میں لوگ اختلاف میں پڑے ہیں علم وبصیرت کے ساتھ راہِ حق کی ہدایت عطا فرمائی ہے، جس کے سبب انہوں نے حق کو پہچانا اور ہر شے کو اس کے اصل مقام پر

رکھا۔انہوں نے اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کے اسلامی عقیدے (الولاء والبراء) کو پہچانا اور پورے دین پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی اور اس راہ میں کسی قیمتی شے کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا۔ وہ وقت کے اہم ترین فرض کی ادائیگی یعنی طواغیتِ عصر، مرتدین کے فتنے اور دیگر کفار یعنی یہود و نصاری اور ہندوؤں کے خلاف جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔اسی طرح انہوں نے خونِ مسلم کی حرمت و احترام اور اس کی حفاظت کا بھی مکمل اہتمام کیا۔سو اللہ ان کا نگہبان ہے اور اسی کے ذمہ ان کا اجراوران کی نصرت ہے۔

فصل:

مجاہدین کا ہدف مسلمان نہیں!

اس بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس طرح کے دھماکوں میں مجاہدین کا کوئی عمل دخل نہیں۔اوران کے کرنے والے نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے اور نہ ہی یومِ آخرت پر، بلکہ اصلاً یہ اللہ کے دشمن مجرموں اور کفار کا کام ہے، چاہے اس کی خاطر انہوں نے بلیک واٹر اور اس جیسی دیگر بدنامِ زمانہ سیکیورٹی ایجنسیوں کو استعمال کیا ہو جن کا اثر ونفوذ پچھلے تھوڑے عرصے میں پاکستان میں بہت بڑھ گیا ہے، یا چاہے پھر اس مقصد کے لیے وہ اپنی خفیہ ایجنسیوں کی تابع فرمان پاکستانی آئی۔ایس۔آئی کو استعمال میں لائے ہوں، جو چند پاکستانی خبیث جرنیلوں کے تابع ہے۔

جنگ میں یہ کوئی ایسی انوکھی اور غیر متوقع بات شمار نہیں کی جاتی، بلکہ اللہ کے یہ دشمن ایسے بھیانک تجربات اس سے پہلے بھی افغانستان، عراق اور الجزائر میں کر چکے ہیں۔اور اگر کوئی عام شخص ان کارروائیوں میں ان کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اکثر اوقات کوئی واضح نشانیاں تلاش نہیں کر پاتا کیونکہ یہ لوگ نشانیوں کے چھپانے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔تاہم جنگ اور اس کے معاملات سے واقفیت رکھنے والوں کے لیے ان علامات کا سراغ لگانا اور ان کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں۔اس لیے عام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان امور کا لحاظ رکھیں اور مجاہدین کو بھی یہ باتیں عوام الناس کے سامنے واضح کرنی چاہئیں۔

ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ یہ سب واقعات دراصل اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں

کی آزمائش کا سبب ہیں، جن کے ذریعے وہ یہ دیکھتا ہے کہ کون ان سب فتنوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی اوراس کی شریعت کی بالادستی کی خاطر جاری جہاد اور اہلِ جہاد کی مدد و تائید سے رکے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کرتا اور اہلِ حق کا ساتھ دیتا ہے۔اور کون دشمن کی صفوں میں شامل ہو جاتا ہے ......والعیاذ باللہ.

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے:

’’ إِنْ هِىَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِىْ مَن تَشَاءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ‘‘

(الاعراف:155)

’’یہ تو تیری آزمائش ہے اس سے تو جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت بخشے، تو ہی ہمارا کارساز ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے‘‘۔

لہٰذا مضبوط ایمان اور صحیح فہم کا حامل بندۂ مومن اور مجاہد، حق کو با آسانی پہچان جاتا ہے اور ہر شے کو اس کے اصل مقام پر رکھ کر دیکھتا ہے۔وہ حق سے محبت اور اس کی نصرت کرتا ہے، اور برائی سے نفرت اور بغض رکھتا ہے۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ ایک واضح امر ہے کہ مسلمان عوام پر ہونے والے یہ دھماکے اللہ کے دشمن کفار کرواتے ہیں تاکہ ان کا جھوٹا الزام سچے مجاہدین پر عائد کرکے عوام الناس کو ان کی نصرت و معاونت سے روکا جائے اور ان کے مابین نفرت و عداوت کو فروغ دیا جائے۔ان کا مقصد پاکستان اور دیگر دنیا میں جاری جہاد فی سبیل اللہ کو بدنام کرنا اور اس سے عام لوگوں کو متنفر کرنا ہے تاکہ اس جہاد کے نتیجے میں ان کے جن مکروہ عزائم کو مسلسل ٹھیس پہنچ رہی ہے ان کی تکمیل کی جاسکے۔کسی باشعور آدمی سے یہ حقائق قطعاً پوشیدہ نہیں!

شیخ مصطفیٰ ابو الیزید حفظہ اللہ اپنے وضاحتی بیان میں ان امور کی پہلے بھی نشاندہی کر چکے ہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا:

’تمام مسلمانوں کو اچھی طرح یہ بات جان لینی چاہیے کہ مجاہدین سے ایسے گھٹیا اور مکروہ افعال کا صادر ہونا محال ہے ! کیونکہ مجاہدین تو راہِ جہاد پر نکلے ہی اس لیے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے دین، ان کی سرزمین، عزت و ناموس اور ان کی جان و مال کا دفاع کرسکیں، جیسے صلیبیوں اور ان کے

مرتد اتحادیوں نے مباح قرار دے رکھا ہے، اور اُن کے ہاتھ اِن معصوم مسلمانوں کے لہو سے تر ہیں۔ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ یہ بم دھماکے اللہ کے دشمن صلیبی، اُن کی اتحادی حکومت اور ایجنسیوں کی کارستانی اور اُن کی مکروہ جنگ کا ایک حصہ ہیں۔ اور ہوں بھی کیوں نہ! کیونکہ یہ تو وہی لوگ ہیں جو نہ کسی مومن کے متعلق کسی عہد اور ذمّہ کا لحاظ و پاس رکھتے ہیں اور نہ انھیں کسی مومن کی حرمت کا کوئی احساس ہے، بلکہ ان کے نزدیک تو خونِ مسلم کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

تمام لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اس مجرم و فاسق حکومت اور اس کے سکیورٹی اداروں کی حمایت اور اجازت سے بلیک واٹر اور دیگر مجرم مافیا نے پاکستان میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ پاکستان ان کے لئے کھلی شکارگاہ بن چکا ہے۔ یہی لوگ ایسے مکروہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور بعدازاں میڈیا کے زور پر ان کاروائیو ں کو مجاہدین کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ ایک طرف مسلمانوں کی نسل کشی سے انھیں تسکین ملے اور دوسری طرف ان کے ذریعے مجاہدین کی کردار کشی کی جا سکے۔ دونوں لحاظ سے ان کا فائدہ اور مسلمانوں کے لئے سراسر نقصان ہے۔

اب میں وہ ثبوت بیان کروں گا جو اس بات کو مزید واضح کرتے ہیں کہ مذکورہ بم دھماکے انھی خونی ایجنسیوں کا کیا دھرا ہے۔

اوّل یہ کہ عراق و افغانستان میں یہی سیاست کئی مرتبہ دہرائی جا چکی ہے، اور اب ذلیل امریکی یہی پرانے حربے پاکستان کی طرف منتقل کر رہے ہیں، جبکہ کئی مرتبہ وہ یہ صراحت بھی کر چکے ہیں کہ وہ اپنے پرانے تجربے پاکستان میں منتقل کریں گے۔

دوئم یہ کہ پھر ان مجرمانہ دھماکوں کے لئے عین وہی وقت منتخب کیا جاتا ہے جب اعلیٰ امریکی عہدیدار پاکستان کا دورہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی پریس کانفرنس میں یہ کہہ سکیں کہ ان دھماکوں کے ذمّہ دار وہی دہشت گرد ہیں جن کے خفیہ ٹھکانوں پر ہم قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے کرتے ہیں اور یہ دعوی کر سکیں کہ امریکہ تو دراصل ان دہشت گردوں یعنی مجاہدین کے خاتمے کے لیے پاکستانی عوام اور حکومت کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

سوئم یہ کہ پاکستان کے صحافتی حلقوں نے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ بلیک واٹر اور مغربی سفارت کاروں سے اسلام آباد میں اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد ضبط کیا گیا ہے اور یہ سب کچھ یوں اچانک ہی رونما ہو گیا،

جس کے بعد فوری طور پر اس معاملے کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی خفیہ سازشیں اور جرائم اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اللہ اِن لوگوں کو رسوا کرے! ان کا ہدف ہر اُس معزّز عالم، داعی، دانشور، لکھاری اور صحافی کی ٹارگٹ کلنگ کرنا ہے جو مجاہدین کی مدد کرتا ہے یا ان سے ہمدردی رکھتا ہے۔

چہارم یہ کہ ان تمام دھماکوں میں ایسی گاڑیاں استعمال کی گئی ہیں جنھیں دھماکہ خیز مواد سے بھر کر بازاروں میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کی خفیہ ایجنسیاں دہشت گردی پھیلانے کے لیے عموماً یہی طریقۂ کار اختیار کرتی ہیں، اور ایسے کتنے ہی دھماکے یہ مجرمین عراق اور دوسرے علاقوں میں کروا چکے ہیں۔

میرے پیارے مسلمان بھائیو! اِن جرائم کے پیچھے وہی ہاتھ کارفرما ہیں جو قبائلی علاقوں اور افغانستان میں مسلمانوں کی بستیوں اور مساجد پر ٹنوں وزنی بم برساتے ہیں‘۔

﴿ادارۂ السحاب کے نشر کردہ شیخ مصطفیٰ ابو الیزید حفظہ اللہ کے بیان’ بلیک واٹر! اور پاکستان میں ہونے والے حالیہ دھماکے‘ سے اقتباس﴾

انہی لوگوں نے لال مسجد میں نماز و قرآن پڑھنے والے معصوم بچوں اور بچیوں کے خون سے ہولی کھیلی، سوات اور وزیرستان میں ضعیف عوام اور ان کی بستیوں پر بارود کی بارش کی، قندوز میں ایک شادی کی تقریب پر بمباری کر کے دو سو سے زائد لوگوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا اور ہرات و غزنی میں بھی سینکڑوں مسلمانوں کو قتل کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مجاہدین فی سبیل اللہ جن کا تعلق معروف اور ثقہ جہادی جماعتوں سے ہے، ان سے ایسے مکرہ افعال کا صدور ناممکن ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت اور ہمارے اعمال کی درستگی فرمائے! اور ہم سب کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھے!

ہم اور تمام مجاہدین یہ واضح اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی جماعت یا گروہ جان بوجھ کر ایسے افعال میں ملوث ہو جائے تو ان اعمال کے بعد اسے ہرگز جہادی جماعت نہ سمجھا جائے گا، بلکہ اسے ایک گمراہ، منحرف اور حق سے ہٹا ہوا گروہ شمار کیا جائے گا......اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی گمراہی سے بچائے اور اپنے غضب اور ناراضگی سے ہمیں محفوظ رکھے......! اور اگر جہاد اور شریعتِ اسلامی سے نسبت کی دعویدار کوئی جماعت یا کچھ لوگ قصداً ایسے قبیح اعمال میں ملوث ہوتے ہیں تو وہ گمراہ اور راہِ حق سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں اور وہ مجاہدین

نہیں بلکہ فسادی ہیں، جنہیں بزورِ بازو روکنا اوران کا شرعی محاکمہ کرنا واجب ہے۔ ورنہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب اوراس کی عقوبت کے حق دار ٹھہریں گے۔

اگرچہ حقیقت میں ایسا ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں کہ کوئی جہادی جماعت ایسے افعال میں ملوث ہو، تاہم ہم نے اس امر کی وضاحت اس لیے ضروری سمجھی تا کہ شرعی اعتبار سے مسئلے کا یہ پہلو بھی واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین اور میدانِ جہاد کوایسے فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے!......آمین!

ایک ضروری تنبیہ:

کہا جاسکتا ہے کہ:

'ہوسکتا ہے یہ دھماکے مجاہدین کی جانب سے کسی خطا کی بنیاد پر ہوئے ہوں'۔

تو میں یہ کہتا ہوں کہ کسی غلطی کی بنیاد پر سچے اور مخلص مجاہدین کے ہاتھوں ایسے واقعات کے صدور کا امکان انتہائی کم اور نادر ہے۔ البتہ حالتِ جنگ میں بتقاضۂ بشری ایسے واقعات کا پیش آنا بالکل خارج از امکان بھی نہیں کہ کوئی بارود سے بھری گاڑی اپنے ہدف کی جانب رواں ہولیکن کسی بشری خطا کے نتیجے میں وہ غیرارادی طور پر پھٹ جائے، جنگ میں ایسا ہونا ممکنات میں سے ہے۔ ایسی صورت میں یہ ان آمائشوں اور امتحانات میں سے شمار ہوگا جن کا انسان کو پیش آنا کوئی انوکھی بات نہیں...... چاہے وہ کسی انسانی خطا کا نتیجہ ہوں یا پھر آسمانی اقدار...... دونوں صورتوں میں یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر شمار کی جائے گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اگرچہ ہم مجاہدین کے کرداراور معاملات میں ان کی دیانت واحتیاط کے رویے کو قریب سے دیکھتے ہوئے اس بات کی نفی کرتے ہیں، اور اگر کوئی شخص انہیں قریب سے نہیں جانتا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے حق اور شریعت کے ان پاسبانوں سے اچھا گمان رکھے اوران کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے ہوئے عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھے اوراس بات کا بھی لحاظ رکھے کہ مجاہدینِ اسلام اس وقت ایک انتہائی مکار اور جھوٹے دشمن اوراس کے آلۂ کار مجرم صفت ذرائع ابلاغ کا اولین ہدف ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس مسئلے کے دیگر پہلوؤں کو نظر انداز نہ کریں اور ایسے واقعات کو دشمن کی اس سوچ اور سازشی مہم کے پیرائے میں رکھ کر دیکھیں جس میں اس کا اولین ہدف مجاہدین کو عوام الناس کی جانب سے ملنے والی مدد ونصرت سے محروم کرنا ہے، اور یہ کوئی ایسی ڈھکی چھپی بات بھی نہیں، بلکہ اس بات کا اقرار تو یہ دشمنانِ

دین بارہا خود بھی کر چکے ہیں......**و حسبنا الله و نعم الوكيل.**

اور ویسے بھی بھلا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ مجاہدین ایسا کام کریں جس کے نتیجے میں لوگ ان سے اور اسلام و جہاد کی دعوت سے متنفر ہوں؟......اور پھر وہ بھی کن کے خلاف......؟ان لوگوں کے خلاف اور ان علاقوں میں جو ان کی نصرت اور تائید کا محفوظ قلعہ شمار کیے جاتے ہیں۔ بھلا معمولی عقل رکھنے والے کسی شخص سے بھی اس طرح کے فعل کی امید کی جا سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ حق کا ساتھ چھوڑنے اور ان کے ساتھ بد گمانی کرنے سے بچائے! اور بہرحال جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔

فصل:

مجاہدین کا ایسے دھماکوں سے اعلانِ براءت اور اظہارِ لاتعلقی

اسی طرح مجاہدین نے بارہا ایسے دھماکوں سے اپنی لاتعلقی اور براءت کا اعلان کیا ہے، بلکہ یہاں تک کہ خود کفار، مرتدین اور ان کی افواج کو بھی ایسے مقامات پر نشانہ بنانے سے مجاہدین کو منع کیا جاتا ہے جہاں عام مسلمانوں کے جانی نقصان کا اندیشہ ہو جیسے بازار، عام سڑکیں اور مساجد وغیرہ۔ کیونکہ اس میں معصوم لوگوں کی جانیں جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور ہم اگر کبھی اپنے علماء کی رہنمائی کے مطابق 'تترس' کے مسئلے کے تحت ایسا کرنے کا جواز دیں بھی تو اس میں شرعی ضوابط کی پوری طرح پابندی کی جاتی ہے......**والحمد لله.**

مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شریعت کے پابند ہیں، جو شرعی جواز کے بغیر کسی سے جنگ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو قتل۔ وہ مدلل اور درست فہم کے مطابق اپنے معاملات سرانجام دیتے ہیں اور جائز و ناجائز خون کے درمیان فرق کرنے کی خوب بصیرت رکھتے ہیں۔ مجاہدین چاہے ان کا تعلق تحریک طالبان پاکستان سے ہو، شوریٰ اتحاد المجاہدین سے یا القاعدہ سے......اس امر کو اچھی طرح واضح کر چکے ہیں کہ پاکستان میں ان کے اہداف کیا ہیں۔ وہ صرف ان سیکیورٹی ایجنسیوں، فوج اور انٹیلی جنس کے لوگوں کو ہدف بناتے ہیں جن کے کندھوں پر یہ کفریہ نظام قائم ہے۔ اسی طرح ان کا ہدف وہ مرتد سیاستدان ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے خلاف واضح اعلانِ جنگ کر رکھا ہے۔ اس حوالے سے وہ پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اگر کسی مسئلے میں کسی قسم کا اشتباہ پایا جائے تو اس سے گریز کرتے ہیں۔ مجاہدین امت کو درپیش ان

کٹھن حالات سے بخوبی واقف ہیں کہ کس طرح درست اور غلط اور صالح اور فسادی آج ایک دوسرے میں خلط ملط ہو چکے ہیں۔اور کس طرح عام لوگوں میں شبہات اور وسوسوں کو عام کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اصل حقیقت تک رسائی عوام الناس کے لیے مشکل ہو گئی ہے۔اس لیے وہ عوام الناس کے حوالے سے احتیاط، نرمی اور عذر کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں اور اس حقیقت کا اچھی طرح فہم رکھتے ہیں کہ غلطی سے معاف کر دینا غلط

سزا دینے سے بہر حال بہتر ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مجاہدین کی خطائیں درست فرمائے! ان کی مدد فرمائے! اور کافروں کے مقابلے پر ان کی نصرت فرمائے! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ. الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيْراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ. الَّذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ"

(الحج:39-41)

"جن مسلمانوں سے لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب، اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو خلوت خانے اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی ضرور مدد کرتا ہے بیشک اللہ طاقتور اور غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

اور فرمایا:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ
خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِیْ لَا يُشْرِكُونَ بِیْ شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ''

(النور:55)

''جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو عطا فرمائی اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ بدکردار ہیں''

والحمد لله رب العالمين

و صلى الله وسلم و بارک على نبيه محمدو آله و صحبه ومن تبعهم بأحسان.

بقلم:

الشیخ عطیۃ اللہ حفظہ اللہ

ذوالقعدہ 1430ھ

بمطابق:

نومبر 2009ء

اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website : http://www.muwahideen.tk

Email : info@muwahideen.tk